سلسلۂ تجدید دین نمبر ۱

جامعُ المجدّدین

جس میں

بتلایا گیا ہے کہ مسلمانوں کی دینی و دنیوی ہر طرح کی فلاح وصلاح کا مدار پورا پورا مسلمان ہونے پر ہے جس کیلئے ہماری دینی کوتاہیوں اور بیماریوں کی ایسی آسان اور کارگر تدبیریں بتلا دیگئی ہیں کہ "پورا پورا مسلمان" بن جانا ہر شخص کے بالکل اپنے اختیار میں ہے۔ اور محرومی کا بجز "محرومی" کے کوئی عذر نہیں ہوسکتا۔ بس قدم اٹھا کر چل پڑنا ہے۔

از

حقیر العباد "عبدالباری" (سابق استاذ فلسفہ و دینیات عثمانیہ یونیورسٹی)

(مطبوعہ نامی پریس لکھنؤ)

گو غلبۂ نور حقیقی سے کسی مقام پر سالک کو نظر نہ آوے کو یہ وحدۃ الشہود ہے ۔ اس کی مثال ایسی ہے کہ نور ماہتاب نور آفتاب سے حاصل ہے اگر اس نور ظلی کا اعتبار نہ کیجیے تو صرف آفتاب کو منور اور ماہتاب کو تاریک کہا جاوے گا، یہ مثال وحدۃ الوجود کی ہے ۔ اور اگر ماہتاب کے نور کا بھی اعتبار کیجیے کہ آخر کچھ تو آثار خاصہ ہیں گو نور آفتاب کے وقت وہ بالکل مسلوب النور ہو جائے، تو یہ مثال وحدۃ الشہود کی ہے ۔

"یہاں سے معلوم ہوا کہ حقیقت میں یہ اختلاف لفظی ہے آل کار دونوں کا ایک ہے اور چونکہ اصل و ظل میں نہایت قوی تعلق ہوتا ہے اس کو اصطلاح صوفیہ میں عینیت سے تعبیر کرتے ہیں، اس مقام سے لا موجود الا اللہ اور ہمہ اوست کے معنی معلوم ہو گئے ۔ اور عینیت کے یہ معنی نہیں کہ دونوں ایک ہیں ۔ یہ تو صریح کفر ہے ۔ چنانچہ وہی محققین صوفیہ اس عینیت کیساتھ غیریت کے بھی قائل ہیں پس یہ عینیت اصطلاحی ہے نہ کہ لغوی

"مسئلہ کی تحقیق تو اسی قدر ہے ۔ اس سے زیادہ اگر کسی کے کلام منثور یا منظوم میں پایا جاوے تو وہ کلام حالت سکر کا ہے، نہ قابل ملامت نہ لائق نقل و تقلید ۔

سبحان اللہ کیا تحقیق اور کیا صاف تصفیہ ہے ! اس وحدۃ الوجود اور وحدۃ الشہود یا عینیت و غیریت کے مسئلہ کو جس قدر لوگوں نے پیچ و خم بنا رکھا ہے، اسی قدر ان کل دس بارہ سطروں ہی سے معلوم ہو گیا کہ کیسا صاف سہل اور بے خطر ہے مسئلہ اپنی جگہ بالکل حق ہے البتہ اس کی تشریح میں اجمال بالا سے آگے قدم بڑھانا

مشکلات کو بڑھانا اور تاریکی میں گھسنا ہے، جہاں پہونچ کر بات عقل و نقل دونوں کے تحمل سے دور جا پڑتی ہے۔ یوں کسی طفل مزاج متفلسف کو اپنے تفلسف یا طفل تسلی ہی سے تسلی ہو تو بیچارہ اپنی حد تک معذور ہے، ورنہ ذات و صفات کے مسائل میں بس ایمان کی روشنی ہی تک روشنی ہے آگے اندھیرا ہی اندھیرا،

دور بیناں بارگاہ الست جز این بے بردہ ندکہ ہست

تنزلات ستہ اسی سلسلہ میں تنزلات ستہ کی بھی کچھ محتاط و اجمالی تفصیل ملاحظہ ہو کہ

"یہ ظاہر ہے کہ مصنوعات سے صانع کا ظہور ہوتا ہے۔ پھر خود صانع میں ایک مرتبہ ذات کا ہوتا ہے ایک صفات کا پھر صفات میں ایک مرتبہ اجمال کا ہوتا ہے ایک تفصیل کا اور ذات کا پتہ ہمیشہ صفات سے لگتا ہے اور اجمال کا تفصیل سے۔ جب یہ سب باتیں سمجھ میں آگئیں۔

"تو اب سمجھئے کہ اللہ تعالیٰ کے وجود کا علم ہم کو مخلوقات سے ہوا، تو ظہور علمی کے اعتبار سے یوں کہہ سکتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کا ظہور مخلوقات سے ہوا پھر اسی قاعدۂ مذکورہ کے موافق اللہ تعالیٰ کی صفات تفصیلیہ سے صفات اجمالیہ کا اور ان سے ذات کا پتہ لگا۔ اسلئے یوں کہہ سکتے ہیں کہ اول ظہور اللہ تعالیٰ کا صفت جامعیت و اجمالیہ سے ہوا پھر صفات تفصیلیہ سے پھر مخلوقات سے ہوا۔ اب مخلوقات میں ایک عالم ارواح ہے ایک عالم اجسام۔ اور چونکہ ان میں باہم بوجہ غایت لطافت و کثافت مناسبت ہے نہیں، لہذا ان کے تعلق کے لئے ایک ایسی چیز پیدا کی جس کو دونوں سے مناسبت ہے، اس کو عالم مثال کہتے ہیں۔

Marfat.com

"اس طرح مخلوقات کی ترتیب میں پہلے روح ہوئی پھر عالم مثال پھر عالم اجسام۔ عالم اجسام میں سب سے آخر انسان پیدا ہوا جس میں اللہ تعالیٰ نے ہر طرح کی صفتیں رکھیں، اسی وجہ سے اسکو جامع الصفات کہتے ہیں اور جس ترتیب سے مخلوقات یکے بادیگرے پیدا ہوتی گئیں اسی قدر صانع کا ظہور بڑھتا گیا۔ غرض صفات تفصیلہ کے بعد اللہ تعالیٰ کا عالم ارواح سے ظہور ہوا۔ پھر عالم مثال سے پھر عالم اجسام سے اور سب سے آخر انسان سے۔ پس ظہور کے دو مرتبہ تو صفات میں (اجمال و تفصیل کے) ہوئے اور چار مخلوقات میں ظہور کے انھیں علی الترتیب چھ مراتب کے اعتبارات کا نام تنزلات ستہ ہے اور تنزل ان کی اصطلاح میں ظہور کو کہتے ہیں نہ کہ آسمان سے زمین میں یا انسان کے اندر اتر آنے کو (یہ تو حلول ہوگا جو کفر ہے)

"بہرحال یہ چھ مراتب تو تنزلات کے ہوئے اور وجود کے سات کیونکہ وجود کا ایک مرتبہ خود ذات حق کا ہے۔ مرتبۂ ذات حق کو ہاہوت کہتے ہیں، مرتبۂ صفات اجمالیہ کو لاہوت اور حقیقت محمدیہ۔ مرتبۂ صفات تفصیلیہ کو جبروت، اعیان ثابتہ حقیقت آدم اور عالم ارواح۔ مثال کو ملکوت اور عالم اجسام کو ناسوت اور انسان کو مرتبۂ جامعہ کہتے ہیں۔

"یہ سب اصطلاحات ہیں ورنہ یقینی بات ہے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم و آدم بھی مخلوقات ہی ہیں نہ کہ صفات الٰہیہ۔ پس مسئلہ کی تحقیق اسی قدر ہے، اس سے آگے اہل سکر کا غلبہ ہے، جس میں ان کی زبان و قلم سے موہم الفاظ نکل گئے ہیں، اور ناواقف لوگ اصطلاح کو لغت سمجھنے لگے۔"

Marfat.com

اسلم طریقہ اگر تنزلات سے مراد واقعی صفات مخلوقات کے ظہور و پیدائش کے محض اعتبارات و مراتب ہی ہوں اور معاملہ صرف اصطلاح کا ہو تو بلاشبہ چنداں مناقشہ کی بات نہیں لیکن اصل یہ ہے کہ یہ اصطلاحات و تعبیرات چونکہ فلسفہ و اشراقیت وغیرہ بیرونی اثرات کا رنگ لئے ہوئے ہیں جہاں حلول و اتحاد سب ہی کچھ تھا اور مسلمان صوفیہ میں کہیں نہ کہیں خواہ سکر کے غلبہ ہی سے یہ رنگ محض عنوان و عبارت یا اصطلاح کی حدود سے نکل گیا ہے، اس لئے اسلم طریقہ یہی ہے کہ ایسی موہم اصطلاحات کا سرے سے استعمال ہی کیوں ہو۔ اور کتاب و سنت کے عنوانات و عبارات سے تجاوز کرنے کی ان نازک مسائل میں آخر وہ ضرورت ہی کیا کون ہے جس سے گریز نہیں کیا جا سکتا خود خلق کے لئے بھی آخر خلق کے بجائے **ظہور** کی اصطلاح کیوں استعمال ہو جو طرح طرح کے ایہامات سے خالی نہیں۔

"عالم سوز باتیں" درحقیقت یہ چیزیں فلسفہ پسند اور نظریات ساز دماغوں کی راہ سے داخل ہو گئی ہیں، جو وحی و نبوت کے فطری مذاق سلیم پر قانع نہیں رہ سکتے اس لئے اگر اس طرح کی فلسفہ سازیوں کو فلسفہ و کلام ہی کے اندر محدود رکھا جاتا تو وضع الشی فی غیر محلہ کے وہ ظالمانہ نتائج برآمد ہوتے جن کی طرف عارف روم نے اشارہ فرمایا کہ

ظالم آں تو میکہ چشماں دوختند وز سخنہا عالمے را سوختند

لیکن اس کو کیا کیا جائے کہ متقدمین کا تصوف جو بالکل سلف اور کتاب و سنت کے مذاق پر تھا اور اس کی جگہ احکام قلب کے لئے وہی تھی جو احکام قالب کے لئے فقہ کی، خود اس میں آگے چل کر چونکہ بہت سے فلسفیانہ مذاق کے

Marfat.com

لوگ داخل ہوگئے جن کی بدولت فلسفہ ہی کے رنگ کا ایک نظری تصوف پیدا ہوگیا جس نے کلام کی طرح دین و فلسفہ کے مابین ایک برزخی صورت اختیار کرلی حتیٰ کہ اخلاق باطنہ یا قلب کی اصلاح کا وہ خالص سلفی رنگ بہت مدہم پڑ گیا، جس کی تجدید کا حق اب حضرت جامع المجددین نے کم و بیش پوری نصف صدی کی سعی میں ادا فرمایا اور بار ہا فرمایا کہ انشاء اللہ طریق اب صدیوں کے لئے صاف ہوگیا۔

حضرت کی تجدیدی جامعیت ہی کا یہ بھی کمال تھا کہ جو غلط فہمیاں پیدا کرنے والی موہم اصطلاحات و تعبیرات پیدا ہوگئی تھیں اُن کی بھی تصحیح و تجدید فرما کر کتاب و سنت کے مذاق سے تا بہ امکان قریب تر فرما دیا ہے۔

اصطلاحات آگے ایک باب اصطلاحات کا ہے۔ اس میں بھی بہت سی غلطیوں کا ازالہ فرما کر اصلاح و تجدید فرمائی گئی ہے۔ مثلاً ملامتی اور قلندر کے معنی یہ سمجھ لئے گئے ہیں کہ جو اوامر و نواہی سے بے پروا بلکہ فسق و فجور تک میں مبتلا ہو تاکہ

"لوگوں میں اس کی قدر و منزلت نہ رہے باقی اللہ تعالیٰ کو طاعت کی پروا کیا ہے" (استغفر اللہ) حالانکہ قلندر وہ ہے کہ صرف ضروری عبادت کرے اور باقی اوقات ذکر و فکر میں گذارے۔ اسی طرح ملامتی وہ ہے کہ تمام فضائل و نوافل کا بھی پابند ہو مگر لوگوں کی نظر سے مخفی رکھے۔"

وصل "وصل کے معنی بھی لوگ خدا جانے کیا کیا سمجھتے اور اس کی بدولت طرح طرح قبائح میں مبتلا ہوتے ہیں، حالانکہ اس کی سیدھی سادی حقیقت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ ایک ذاتی حضور و تعلق مستقلا قائم ہو جائے اور غیر سے غفلت و ذہول۔ علی ہذا اتصال نام ہے

"ماسوی اللہ سے انقطاع اور حق کیساتھ اتصال کا لیکن یہ اتصال جسمانی نو
کا ذات کے ساتھ نہیں ہوتا، جیسا کہ جہلا سمجھتے ہیں کہ قطرے کی طرح سمندر میں
مل گیا حق تعالیٰ کی شان میں ایسا اعتقاد کفر ہے۔ مولانا فرماتے ہیں۔

اتصالے بے تکیف بے قیاس ہست رب الناس را باجان ناس

اور جو کسی شعر وغیرہ میں ایسے (جسمانی اتصال کے موہم) الفاظ
موجود ہوں وہ قابل تاویل ہیں۔

"قشریہ میں مذکور ہے کہ ابن شاہین نے جنید رحمۃ اللہ سے معیت
کے معنی پوچھے تو فرمایا کہ دو معنی ہیں انبیا علیہم السلام کے ساتھ تو باعتبار
نصرت وحفاظت کے معیت ہوتی ہے جیسا کہ فرمایا اِنَّنِیْ مَعَکُمَا الخ اور
عوام کے ساتھ علم واطاعت کے اعتبار سے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا
کہ مَا یَکُوْنُ مِنْ نَّجْوٰی ثَلٰثَۃٍ اِلَّا ھُوَ رَابِعُھُمْ۔ یہ سن کر
ابن شاہین نے کہا کہ آپ ہی جیسا آدمی امت کو اللہ تعالیٰ کی راہ
بتلانے کا اہل ہے۔ غرض بعد انقطاع خلق خوف ورجا انس وہیبت
وغیرہ کا جو مقام بھی حاصل ہو سب وصال ہے"

قرب | قرب وبعد کے متعلق ارشاد ہے کہ "قرب الٰہی کی تین قسمیں ہیں ایک
عام وضروری وہ قرب علم وقدرت کا ہے یعنی اللہ تعالیٰ سب کو
جانتے اور سب پر قادر ہیں۔ دوسرا قرب ممکن وخاص ہے وہ فضل ولطف
کا قرب ہے کہ اللہ تعالیٰ جس کو چاہیں اپنے لطف وفضل کا مورد بنا دیں
تیسرا قرب محال ہے وہ ذات کا ذات سے مل جانا ہے۔ ہر قرب کے

Marfat.com

مقابلے میں بُعد کے جدا معنی ہوں گے۔

لطائف ستہ | یہ ہیں نفس[1] قلب[2] روح[3] سر[4] خفی[5] اخفی[6] ان کی تحقیق کا ماحصل یہ ہے کہ ان کے جوہر و عرض مادی و مجرد، واحد و متعدد ہونے اور تعیین مقامات میں اہل طریق کا اختلاف ہے۔

"اصل یہ ہے کہ جس کو جس طرح کشف ہوا اسی طرح فرمایا۔ قابل بیان صرف اس قدر ہے کہ نفس کی اصل غذا غفلت ہے، اس مرتبہ میں اس کو **امارہ** کہتے ہیں، اور جب شہوات کی مدافعت کرنے لگے گو ہنوز پورا سکون نہ ہو **لوّامہ** کہلاتا ہے، اور جب بالکل قرار ہو جائے **مطمئنہ** کہتے ہیں۔

"غرض آمارگی کے مرتبہ میں اس کی غذا (یعنی شہوات) کی تقلیل میں کوشش کرے۔ اور غذا قلب کی ذکر ہے، روح کی حضوری، سر کی مکاشفہ، خفی کی شہود، فنا اور اخفی کی فنا، الفنا بعض نے اس میں بھی کسی قدر اختلاف کیا ہے۔ ہر کسے را اصطلاحے دادہ ایم

شطح | "بے اختیاری میں کسی غلبۂ وارد کی وجہ سے ظاہری قواعد کے خلاف جو بات کسی (مغلوب) کے منہ سے نکل جائے وہ **شطح** ہے جو اس شخص پر تو گناہ نہیں ہے لیکن جاہل ناقال بغیر غلبۂ وارد کے اس کی جو نقالی "و تقلید کرنے لگتے ہیں وہ جائز نہیں"

تمثل | "ایک بڑی اصطلاح **تمثل** کی ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ "کوئی ذات اپنی اصل حالت و صفت پر باقی رہ کر کسی دوسری صورت میں ظہور کرے۔ اس دوسری صورت کو صورت مثالی کہیں گے، جیسے

Marfat.com

جبریل علیہ السلام صورت بشریہ میں متمثل ہوتے تھے۔ یہ نہ تھا کہ فرشتہ سے آدمی بن گئے ورنہ تمثل نہوتا استحالہ وانقلاب ہوتا۔ اسی طرح خواب ومکاشفات میں حق تعالےٰ کو مثالی صورت میں دیکھ سکتے ہیں۔ موسیٰؑ نے اس مثالی تجلی سے نورالہیٰ کو دیکھا تھا، ورنہ طالب دیدار کیوں ہوتے پس اللہ تعالیٰ مثل سے تو پاک ہیں، لیکن مثال خود ہی اپنے نور کی بیان فرمائی ہے جن دو چیزوں میں کچھ صفات مشترک ہوں ایک کو دوسری کی مثال کہتے ہیں مثلاً حسین آدمی کو چاند سے تشبیہ دیں تو وہ آدمی چاند نہیں ہوگیا، البتہ صفت حسن میں اشتراک کی وجہ سے چاند کو آدمی کی مثال کہیں گے، اور اس کی شناخت سے حسن انسانی کی کسی قدر شناخت ہوجاوے گی گو کامل شناخت نہو۔ اس کو اچھی طرح سمجھ لو، اس میں غور نہ کرنے سے کفر والحاد لازم آجاتا ہے۔"

اس کے بعد صوفیہ کے مختلف چودا خانوادوں چشتیہ ونقشبندیہ وغیرہ کا پھر ادیلیا کے مختلف اقسام اقطاب وابدال وغیرہ کا ذکر ہے نیز جواہر غیبی سے کچھ وہ اصطلاحات بھی نقل فرمادیگئی ہیں جو فارسی کلام میں کثرت سے مستعمل ہیں" اور جن کے نہ جاننے سے دیکھنے والا کچھ سے کچھ سمجھ جاتا ہے۔ مثلاً

فارسی اصطلاحات | "پیر مغاں" پیر خرابات، خمار وبادہ فروش مرشد کو کہتے ہیں۔ ترسا اس مرد روحانی کو کہتے ہیں جو صفات ذمیمہ ونفس امارہ سے خلاص پاکر صفات حمیدہ سے موصوف ہوچکا ہو۔ زنار علامت یک رنگی کو کہتے ہیں۔ دلبر ومحبوب وصنم ودوست سے مراد تجلی صفات ہوتی ہے غمزہ

Marfat.com

بوسہ جذبۂ باطن کا نام ہے چشم و ابرو کلام و الہام غیبی کا۔ ساقی و مطرب فیض رساں ہے۔ قلندر و قلاش کے معنی اہل صفا و اہل ترک یا اہل فنا کے ہیں۔ بت و شاہد معانی مقصود کو کہتے ہیں۔ چلیپا عالم طبائع کو۔ دیر عالم انسانی کو۔ اور کلیسا عالم حیوانی کو کہتے ہیں۔ طامات معارف کا نام ہے۔ جور سے مراد سالک کو سلوکِ عروج سے روک دینا۔ خشم سے مراد صفات قہر کا ظہور ہوتا ہے۔ غمگساری سے صفت رحمانی کا۔ زلف غیب ہویت کو کہتے ہیں۔ وصل اُس نسیان خودی سے عبارت ہے جو وجود حق کے نور کے مشاہدہ سے پیدا ہوتا ہے۔ اتحاد ہستی حق میں استغراق کا نام ہے۔" قس علی ہذا

مسائل فرعیہ ساتواں باب مسائل فرعیہ کا ہے، ان میں سے چند تجدیدی رنگ کی چیزیں نقل کی جاتی ہیں مثلاً

"کشف و الہام سے جو علم حاصل ہوتا ہے وہ ظنی ہوتا ہے۔ اگر قواعد شرعیہ کے موافق ہو تو قابل عمل ورنہ قابل رد ہوگا۔ خوارق ولایت کیلئے ضروری نہیں، بعض صحابہ سے عمر بھر میں ایک خرق بھی واقع نہیں ہوا، حالانکہ وہ سب اولیا سے افضل ہیں۔ فضیلت کا مدار قرب الہٰی و اخلاصِ عبادت پر ہے۔ خوارق دراصل ریاضت کا ثمرہ ہیں، اور جوگیوں سے بھی سرزد ہوتے ہیں۔ صاحب عوارف نے تو غیر اہل خوارق کو اہل خوارق سے افضل کہا ہے۔ عارف کی بڑی کرامت یہ ہے کہ شریعت پر مستقیم ہو اور بڑا کشف یہ ہے کہ طالبانِ حق کی استعداد

معلوم کرکے ان کی تربیت کرے۔ شیخ اکبر نے لکھا ہے کہ بعضے اہل کرامت نے مرنے کے وقت تمنا کی کہ کاش ہم سے کوئی کرامت ظاہر نہ ہوتی"۔

اُن لوگوں نے بھی یہ سن لیا جن کے نزدیک بزرگی و ولایت نام ہی ہے کشف و کرامات کا! حیدرآباد میں ایک اچھے پڑھے لکھے خوش عقیدہ بڑے عہدہ دار ایک مرتبہ فرمانے لگے کہ اب تو کوئی بزرگ نہیں رہ گیا۔ میں نے پوچھا کیسے معلوم ہوا کہا کہ فلاں جگہ سے میرا کوئی تبادلہ نہیں کرا پاتا! بزرگوں کی طلب بھی جب دنیا ہی کے لئے ہو، تو بزرگ مل چکے!" رہا یہ شبہہ کہ پھر اولیا کا ہونا کیسے معلوم ہو؟ اس کا جواب ہے کہ

ولی کی پہچان | " اول تو ولایت ایک امر خفی ہے، اس کے معلوم کرنے کی ضرورت ہی کیا۔ اور اگر معلوم کرنے سے یہ مقصود ہے کہ ہم ان سے مستفید ہوں تو ان کی صحبت و تعلیم سے شرف حاصل کرو، جب اپنی حالت روز بروز متغیر پاؤ گے خود ہی معلوم ہو جاوے گا کہ یہ شخص صاحب تاثیر ہے"۔

اور اصل ضرورت ایسے ہی صاحب تاثیر شیخ و معلم یا پیر کی تلاش کی ہے کیونکہ کمال باطنی کا حاصل کرنا ضروری ہے۔ اور عادۃ اللہ بر کمال کی طرح اس میں بھی ہے کہ اُستاد یا پیر کے توسل کے بغیر حاصل نہیں ہوتا" اس لئے پیر کا تلاش کرنا ضروری ٹھہرا۔

پیر کی تلاش | " طریقہ اس کا یہ ہے کہ اکثر درویشوں سے جن پر کمال کا احتمال ہو ملتا رہے۔ اور کسی کی عیب جوئی نہ کرے نہ انکار میں عجلت کرے مگر جلدی سے مرید بھی نہ ہو جائے۔ اول یہ دیکھے کہ شریعت پر مستقیم ہے یا نہیں۔ اگر نہیں ہے اس سے علیحدہ ہو جائے گو خوارق وغیرہ بھی

اس سے صادر ہوتے ہوں۔ حق تعالےٰ کا حکم ہے کہ لَا تُطِعْ مَنْ اَغْفَلْنَا قَلْبَهٗ عَنْ ذِكْرِنَا وَاتَّبَعَ هَوَاهُ وَكَانَ اَمْرُهٗ فُرُطًا۔ اسی طرح وَلَا تُطِعْ مِنْهُمْ اٰثِمًا اَوْ كَفُوْرًا۔ اگر شرع کا پابند ہے تو خود اس کا نیک و ولی ہونا کو ثابت ہو گیا مگر اس شخص کو تو ضرورت تربیت و تکمیل کی ہے، اس لئے ابھی بیعت نہ کرے بلکہ یہ بھی دیکھے کہ اس کی صحبت سے قلب میں کچھ اثر (یعنی اللہ تعالےٰ سے محبت اور دنیا و معاصی سے نفرت) پیدا ہوتی ہے، کیونکہ حدیث شریف میں اولیاء اللہ کی یہی علامت ہے کہ ان کے دیکھنے سے اللہ یاد آتا ہے (اِذَا رُءُوا ذُكِرَ اللّٰهُ) لیکن اکثر عوام کے لئے تھوڑی صحبت میں اس کا اثر محسوس کرنا دشوار ہوتا ہے۔ ایسی صورت میں اس کے مریدوں میں سے جس کو عاقل و راست گو دیکھے اس سے شیخ کی تاثیر کا حال دریافت کرے۔ اللہ تعالےٰ نے فرمایا ہے فَاسْئَلُوْا اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ اور حدیث میں ہے اِنَّمَا شِفَاءُ الْعِيِّ السُّؤَالُ یعنی جہلا کی دوا سوال و دریافت کرنا ہے۔ اگر کوئی معتبر آدمی شہادت دے اس کا اعتبار کرے اور بہت سے آدمی شہادت دیں تو زیادہ اطمینان کی بات۔ البتہ گواہی دینے والے قرائن سے سچے معلوم ہوتے ہوں۔ مریدان می پرانند نہوں۔ بس اس اطمینان کے بعد بیعت ہو جاوے اور پیر کے ارشاد کے موافق عمل درآمد کرے۔"

ایک ضروری بات | اس سلسلہ میں ایک اور بہت ضروری بات یہ ہے کہ اول تو لوگ تعلیم و

Marfat.com

تربیت کی غرض سے مرید ہی شاذ و نادر ہوتے ہیں اور اگر بیعت کی اس صحیح غرض کو سمجھ کر بھی مرید ہو لیکن کسی وجہ سے اس کو پیر سے اصلاح باطن کا نفع نہ حاصل ہوتا ہو تو بھی اس کے دامن کو چھوڑنا وہ اس راہ کے ادب کے خلاف جانتا بلکہ اس میں ضرر سے ڈرتا ہے۔ حالانکہ یہ معاملہ بھی علاج ہی کا سا ہے۔ اگر معتد بہ مدت تک کسی طبیب کے علاج سے نفع نہ ہو، تو جس طرح معالج جسمانی کے بدل لینے میں کوئی مضائقہ نہیں بلکہ اگر مقصود ازالہ مرض ہے تو ضرور بدل لینا چاہیئے۔ اسی طرح معالج روحانی کو بھی ایسی صورت میں ضرور بدل لینا چاہیئے کیونکہ مقصود خدا تعالیٰ ہے نہ کہ شیخ یا پیر البتہ "شیخ اول سے بے اعتقاد نہ ہو، ممکن ہے کہ خود کامل و مکمل ہو، مگر اس کا حصہ وہاں نہ تھا"۔

"اسی طرح اگر شیخ کا انتقال قبل حصول مقصود کے ہو جائے یا ملاقات کی امید نہ رہے جب بھی دوسری جگہ تلاش کرے اور یہ خیال نہ کرے کہ قبر سے فیض لینا کافی ہے۔ کیونکہ قبر سے تعلیم کا فیض نہیں ہوتا۔ البتہ صاحب نسبت کو احوال کی ترقی ہو سکتی ہے۔ سو یہ شخص تو ابھی محتاج تعلیم ہی ہے۔ ورنہ کسی کو بھی بیعت کی ضرورت نہ ہوتی لاکھوں قبریں کاملین بلکہ انبیا کی موجود ہیں"۔

"اور اگر شیخ کی صحبت سے قلب میں کچھ تاثیر معلوم ہو تو اس کی صحبت کو غنیمت سمجھے، اس کی پوری پوری اطاعت کرے اس کو خوش رکھے۔ کوئی ایسی حرکت نہ کرے جو اس کے تکدر کا باعث ہو کہ اس سے فیوض بند ہو جاتے ہیں سورہ حجرات کی ابتدائی آیتوں میں آداب نبوی بتلائے گئے ہیں

Marfat.com

شیخ چونکہ نبی کا خلیفہ ہے، اس لئے اس کی صحبت و آداب کا بھی وہی حکم ہے۔"

حل اشکال | ایک اشکال اور اس کا حل ملاحظہ ہو۔

"مشہور ہے کہ اپنے پیر کو سب سے افضل سمجھے۔ ظاہراً اس میں اشکال ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ فَوْقَ كُلِّ ذِي عِلْمٍ عَلِيمٌ۔ لہٰذا اگر سکرِ محبت میں ایسا سمجھا تو معذور ہے اور اگر غلبۂ سکر نہیں تو اتنا سمجھے کہ میری تلاش سے زندہ لوگوں میں اس سے زیادہ نفع پہنچانے والا مجکو نہیں مل سکتا" ہکذا اقال سیدی وسندی ومرشدی وشیخی الحاج الحافظ محمد امداد اللہ دامت برکاتہم۔"

شیخ پر اعتراض | نیز شیخ سے احیاناً کوئی فعل قابل اعتراض سرزد ہو جائے تو اعتراض نہ کرے حضرت موسیٰ وخضر علیہما السلام کا قصہ یاد کر کے تاویل کرلے یا سمجھ لے کہ اولیا معصوم نہیں ہوتے اور توبہ سے سب معاف ہو جاتا ہے مگر یہ جبکہ اتفاقاً کوئی ایسا فعل ہو جائے۔ اور اگر فسق و فجور کو عادت بنا رکھا ہو تو اس سے علیحدگی اختیار کرلے۔"

افراط وغلو | "جس طرح اولیا کے آداب میں تقصیر ممنوع ہے، اسی طرح افراط وغلو اور بھی بدتر ہے، کہ اس سے اللہ ورسول کی شان میں تفریط ہوتی ہے مثلاً ان کو عالم الغیب سمجھنا کہ اس سے کفر لازم آتا ہے۔ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى لَا يَعْلَمُ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ الْغَيْبَ اِلَّا اللّٰهُ[1] یا ان کو کسی چیز کے موجود و معدوم کرنے پر یا اولاد و رزق وغیرہ

---

[1] فرمایا اللہ تعالیٰ نے کہ اللہ کے سوا زمین و آسمان میں غیب کو کوئی بھی نہیں جانتا۔

Marfat.com

دینے پر یا زبردستی خدا سے دلا دینے پر قادر سمجھنا یہ بھی کفر ہے۔ قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی قُلْ لَّآ اَمْلِكُ لِنَفْسِیْ نَفْعًا وَّلَا ضَرًّا اِلَّا مَا شَآءَ اللّٰہُ[1]۔ یا ان کے ساتھ عبادت کے طریقوں میں سے کوئی طریق برتنا مثلاً ان کی منت ماننا، ان کی قبر کا طواف کرنا، یا ان سے دعا مانگنا، یا ان کے نام کا عبادت کے طور پر جپنا یہ سب باتیں بعض معصیت بعض بدعت اور بعض کفر و شرک ہیں۔ قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی اِیَّاكَ نَعْبُدُ وَاِیَّاكَ نَسْتَعِیْنُ۔ وَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ طَوَافُ الْبَیْتِ صَلٰوۃٌ[2] وَقَالَ الدُّعَآءُ ھُوَ الْعِبَادَۃُ" وَمِنْ ذٰلِكَ"

یاد رکھنے کی باتیں | یہ باتیں بھی یاد رکھنے کی ہیں کہ

" ولی کبھی نبی کے درجہ کو نہیں پہونچ سکتا۔ نہ اس کو عبادت کبھی معاف ہو سکتی ہے۔ بلکہ خواص کو زیادہ عبادت کا حکم ہے۔ البتہ مجذوب مسلوب الحواس ہوتا ہے، اس لئے معذور ہے۔ نہ ولی معصوم ہوتا ہے نہ صحابہ کے مرتبے کو پہونچ سکتا ہے "

نیز" ان کی اونچی اونچی قبریں بنانا اُن پر گنبد بنانا عرس میں دھوم دھام کرنا روشنی کرنا، جیسا آج کل رائج ہے۔ زندہ یا مردہ کو سجدہ کرنا یہ سب باتیں منع ہیں۔ البتہ زیارت کرنا اور ایصال ثواب کرنا اور

---

[1] فرمایا اللہ تعالیٰ نے کہ کہدو (اے پیغمبر) کہ میں نہیں مالک ہوں خود اپنے نفس کیلئے کسی نفع و ضرر کا۔ مگر جو اللہ چاہے [2] فرمایا اللہ تعالیٰ نے ہم صرف تجھی کو پوجتے اور تجھی سے مدد چاہتے ہیں اور فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ خانہ کعبہ کا طواف عبادت ہے اور فرمایا کہ دعا عبادت ہے وغیرہ وغیرہ۔

Marfat.com

صاحبِ نسبت ہو تو اُن سے فیوض حاصل کرنا یہ سب اچھی باتیں ہیں"۔

پیر کو ہدایات | "فارغ نہ بیٹھ جائے کمالات میں ترقی کرتا رہے۔ قُلْ رَبِّ زِدْنِیْ عِلْمًا۔ کمال کا دعویٰ نہ کرے لَا تُزَکُّوْا اَنْفُسَکُمْ البتہ اظہارِ نعمت میں مضائقہ نہیں۔ وَاَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ افشائے طریق پر حریص ہو حَرِیْصٌ عَلَیْکُمْ۔ مریدوں کے ساتھ شفقت و رحمت سے رہے دنیاداروں کی خاطر سے ان کو علیحدہ نہ کرے وَلَا تَطْرُدِ الَّذِیْنَ یَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ اِلٰی قَوْلِهٖ فَتَکُوْنَ مِنَ الظّٰلِمِیْنَ۔ مرید سے دنیا کا طالب نہو لَا اَسْئَلُکُمْ عَلَیْهِ اَجْرًا۔ متانت و وقار سے رہے ورنہ مریدوں کی نظر میں بے وقعتی ہونے سے ان کو فیض نہوگا کَمَا وَرَدَ فِیْ قَوْلِهٖ عَلَیْهِ السَّلَام مَنْ یَّرَاهُ مِنْ بَعِیْدٍ هَابَهٗ وَمَنْ یَّرَاهُ مِنْ قَرِیْبٍ اَحَبَّهٗ۔ ایک مرید کو دوسرے پر ترجیح نہ دے لقولہ تعالیٰ عَبَسَ وَتَوَلّٰی۔ البتہ اگر ایک کو خدا کی طلب زیادہ ہو ترجیح دینے میں مضائقہ نہیں۔ اور ایسی حرکت نہ کرے جس سے خلقت کو بداعتقادی ہو کہ اس سے طریقِ ارشاد مسدود ہو جاتا ہے (باب اول سے یہاں تک کے مضامین قاضی ثناء اللہ صاحب کی ارشاد الطالبین سے ماخوذ ہیں)

تصورِ شیخ | ایک اور غایت احتیاط کا مسئلہ تصورِ شیخ کا ہے۔ اسکی نسبت ارشاد ہے کہ

"اس کے یہ معنی تو آج تک کسی محقق نے نہیں فرمائے کہ خدا تعالیٰ کو پیر کی شکل میں سمجھے، یہ محض باطل ہے اور اگر اِنَّ اللّٰهَ خَلَقَ اٰدَمَ

Marfat.com

علی صورتہٖ سے دھوکا ہو تو سمجھ لینا چاہیے کہ صورت ناک منہ ہی کو نہیں کہتے ۔ مثلاً بولتے ہیں کہ اس مسئلہ کی صورت یہ ہے حالانکہ "مسئلہ کی ناک منہ نہیں ۔ بلکہ صورت کے معنی صفت کے بھی آتے ہیں، تو انسان کو آخر سمع بصر وغیرہ کی صفات عنایت ہوئی ہیں، اس لئے اس کو صورت حق کہا گیا ۔ فن کی کتابوں میں اس قدر مذکور ہے کہ شیخ کی صورت اور اس کے کمالات کے زیادہ تصور کرنے سے اس سے محبت پیدا ہو جاتی اور نسبت قوی ہوتی ہے ۔ اور بعض محققین نے تصور شیخ میں صرف یہ فائدہ فرمایا ہے کہ اس سے یکسوئی میسر ہوتی اور خطرات رفع ہوتے ہیں ۔

"بہرحال اس میں جو حکمت و فائدہ بھی ہو راقم کا تجربہ ہے کہ یہ شغل خواص کو تو مفید ہے اور عوام کو سخت مضر کہ صورت پرستی تک نوبت آجاتی ہے ۔ اسی واسطے امام غزالیؒ وغیرہ محققین نے عوام و اغبیا کو ایسے اشغال کی تعلیم سے منع فرمایا ہے جس سے کشف وغیرہ ہوتا ہو ۔ لہذا عوام کو تو اس سے بچانا چاہیے ۔ خواص بھی کریں تو احتیاط کو ملحوظ رکھیں کہ اس کو حاضر و ناظر یا ہر وقت اپنا معین و دستگیر نہ سمجھ لیں کیونکہ کثرت تصور سے کبھی صورت مثالیہ حاضر ہو جاتی ہے ۔ جو کبھی تو محض خیال ہوتا ہے اور کبھی کوئی لطیفہ غیبی اس شکل میں متمثل ہو جاتا ہے، اور شیخ کو اکثر خبر تک نہیں ہوتی ۔ اس مقام پر اکثر ناواقفوں کو لغزش ہو جاتی ہے ۔"

Marfat.com

ایک اور شدید فتنہ کی صورت اکثر مشائخ نے یہ اختیار کر رکھی ہے کہ مرید عورتوں سے پردہ نہیں کراتے اپنے سامنے لاتے ہیں۔ حالانکہ بیعت تک کی بے پردگی کے ساتھ یا ہاتھ میں ہاتھ تک لیکر اجازت نہیں۔ خود اکابر مشائخ نے لکھا ہے کہ اجنبی عورتوں کو پردہ سے یا محارم کی وکالت کے ذریعہ بیعت کرانا چاہیئے۔ اس کی نسبت بھی ارشاد ہے کہ

"عورتوں کو دست بدست بیعت نہ کرنا چاہیئے۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے کبھی کسی عورت کو بیعت میں ہاتھ نہیں لگایا۔ اجنبی عورت کو ہاتھ لگانا حرام ہے۔ محبوب السالکین میں ہے کہ عورت اگر موجود نہ ہو تو محارم نسبی یا رضاعی میں سے کسی کو وکیل بنا کر بیعت کرے اور موجود ہو تو پردہ سے بیعت کرے۔"

سماع کا فتنہ اسی طرح ایک دوسرا فتنہ سماع کا ہے، جو رائج الوقت تصوف کا گویا لازمہ بن گیا ہے اولاً کو اس کے جواز ہی میں کلام ہے۔ اور مفاسد شناس محققین نے جائز نہیں رکھا لیکن اکابر میں جن بزرگوں نے جائز بھی رکھا ہے، تو جواز کی شرائط ایسی کڑی رکھی ہیں کہ ہزاروں میں ایک کا بھی اُن پر عمل نہیں چنانچہ زمان و مکاں واخواں کی مشہور شرائط کے علاوہ حضرت سلطان المشائخ جن کی سماع میں اکثر لوگ سند پکڑتے ہیں، فوائد الفوائد میں فرماتے ہیں کہ

"سماع وہ حلال ہے، کہ مسمع (سنانے والا) عورت یا کم عمر (امرد) نہ ہو بلکہ پورا مرد ہو۔ مسموع (یعنی جو چیز سنی جا رہی ہو وہ) ہزل و فحش نہ ہو اور مستمع (سننے والا) حق تعالےٰ کی یاد سے لبریز ہو۔ اور چنگ و

Marfat.com

دُرباب وغیرہ مزامیر قطعاً نہوں "
حضرت سلطان جی کے اس قول کو نقل فرماکر حضرت مجدد تھانوی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ

" ان شرائط سے بھی قطع نظر کرلی جائے تب بھی سمجھنا چاہیے کہ سماع میں ایک خاص اثر یہ ہے کہ جو کیفیت کسی پر غالب ہوتی ہے، اس کو اور قوت دیتا ہے اس زمانہ میں چونکہ اکثر نفوس میں خبث اور غیر اللہ کی محبت غالب ہے اس لئے سماع سے لازماً اسی کو اور قوت ہوگی پھر جب غیر اللہ کی محبت حرام ہے تو اس کے سبب کو کیا فرمائے گا "

استغراق کمال نہیں ایک اور کیسی عجیب غلط فہمی اچھے اچھوں کو یہ ہے کہ بعضے بزرگوں میں استغراق یا غلبۂ حال کا جو رنگ ہوتا ہے اس کو زیادہ کمال خیال کیا جاتا ہے کہ ایسے باکمال ہیں کہ دنیا و مافیہا کی کچھ خبر ہی نہیں رکھتے حالانکہ یہ رنگ نہ صرف سنت کے خلاف، بلکہ خود حضرات صوفیہ کے نزدیک کمال سے دور تر ہے۔ جیسا کہ حضرت نے خواجہ عبید اللہ احرار کا قول نقل فرمایا ہے کہ

" استغراق میں ترقی رُک جاتی ہے کیونکہ ترقی دوام عمل سے ہوتی ہے، اور استغراق میں عمل کا انقطاع ہوجاتا ہے " یہی نہیں بلکہ غلبۂ حال میں بعض دفعہ خلاف شرع کلمات تک منہ سے نکل جاتے ہیں، گو مغلوب معذور ہوتا ہے لیکن دوسروں کو بہت احتیاط لازم ہے " شارح گلشن راز فرماتے ہیں کہ محض اہل کمال کی تقلید سے بدون غلبہ کے خلاف شریعت کلمات منہ سے نکال کر کافر مت بنو۔

ترا اگر نیست احوال و مواجید مشو کافر نبادانی بہ تقلید

"اور مرج البحرین میں ہے کہ اگر سکر و غلبۂ حال میں صوفی کے منہ سے کچھ نکل جائے تو اس پر اعتراض نہ کرو نہ اس کی تقلید کرو۔" (حضرت اپنی شان اصلاح و تجدید کے مناسب مزید تنبیہ یہ فرماتے ہیں کہ) "مطلب یہ ہے کہ ایسے شخص پر اعتراض نہ کرو۔ باقی ایسی بات تو ضرور قابل اعتراض ہے خصوصاً جبکہ عوام کو مضر ہو اس وقت تو اس کی غلطی کا ظاہر کر دینا واجب ہے۔"

باطن قرآن کا اشد فتنہ جاہلانہ تصوف کے ان سب فتنوں اور گمراہیوں سے ظاہر قرآن و حدیث کو چھوڑ کر ایسے "باطنی" معنیٰ نکالنا ہے، جو اکثر تحریف و الحاد تک پہونچا دیتے ہیں۔ حدود کا لحاظ رکھ کر اس کی اصلاح یوں فرمائی گئی ہے

"قرآن و حدیث کے ظاہر معنیٰ کا انکار تو کفر ہے۔ البتہ ظاہر کو تسلیم کر کے باطن کی طرف عبور کرنا محققین کا مسلک ہے۔ مثلاً حدیث میں ہے کہ جس گھر میں کتا ہو فرشتے نہیں آتے۔ اہل ظاہر نے تو کتا پالنے کو برا سمجھا مگر دل میں صفات کلبیہ کو ہمیشہ جمع رکھا۔ ان میں ایمان موجود ہے مرمٹ کر جنت مل جائے گی۔ ان کے برخلاف منکرین ظاہر نے کتا پالنے کی اجازت دیدی اور کہا مولوی حدیث کا مطلب ہی نہیں سمجھے گھر سے مراد قلب ہے اور فرشتوں سے انوار غیبیہ اور کتے سے مراد درندگی وغیرہ کے صفات۔ یہ لوگ شرع کا انکار کر کے سرے سے کافر مستحق جہنم بن گئے

"محققین نے کہا کہ مطلب تو حدیث کا وہی ہے، جو اہل ظاہر سمجھے

Marfat.com

مگر غور کرنا چاہیئے کہ ملائکہ کو کتے سے کیوں نفرت ہے صرف اس کے صفات ذمیمہ سبعیت و نجاست حرص و غضب وغیرہ کیوجہ سے تو پھر جب ان مذموم صفات کی بنا پر ظاہری گھر میں کتا رکھنا جائز نہیں تو باطنی گھر (قلب) میں خود ان صفات کا رکھنا کیسے جائز ہوگا "

اس طرح "محقق نے ظاہری کتا پالنے کو بھی حرام کہا کیونکہ وہ مدلول مطابقی ہے اور باطن کے اس کے صفات مذمومہ کے ساتھ متصف ہونے کو بھی حرام کہا کیونکہ وہ مدلول التزامی ہے "

اصلاح اغلاط | ان کے علاوہ تصوف کے نام سے اور جو طرح طرح غلطیاں اور گمراہیاں مسلمانوں اور خصوصاً نام نہاد صوفیوں اور درویشوں میں گھس گئی ہیں یوں تو وہ بے شمار ہیں لیکن جن میں آج کل لوگ زیادہ مبتلا ہیں " اصلاح اغلاط " کے عنوان سے آٹھویں باب میں ان پر بھی متنبہ فرمایا گیا ہے ۔ ایک ام الاغلاط یہ ہے کہ طریقت کو شریعت سے کوئی جداگانہ بلکہ معاذ اللہ مافوق حقیقت قرار دے کر " فقیری میں اتباع شریعت کی ضرورت نہیں سمجھی جاتی " اس گمراہی کی تردید میں خود بہت سے اساطین صوفیہ کے اقوال نقل فرمائے گئے ہیں مثلاً

اتباع شریعت | حضرت شیخ اکبر کی فتوحات میں ہے کہ " جو حقیقت شریعت کے خلاف ہو وہ زندقہ اور مردود ہے ۔ اور اللہ کی طرف ہمارے لئے اسکی شریعت کے سوا کوئی راستہ نہیں پس جو شخص شریعت کے خلاف کسی راہ کا قائل ہو وہ جھوٹا ہے حضرت بایزید رحؒ فرماتے ہیں کہ اگر تم کسی کو کرامات والا دیکھو حتی کہ ہوا میں اڑتا ہو تو دھوکے میں نہ آجانا جبتک یہ نہ دیکھو کہ

Marfat.com

امر و نہی حفظ حدود اور پابندی شریعت میں کیسا ہے حضرت جنیدؒ فرماتے ہیں کہ مخلوق پر سب راہیں بند ہیں سوا اس کے جو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے قدم بقدم چلے "

اسی طرح حضرت خواجہ اجمیریؒ اور حضرت شیخ عبدالقدوس گنگوہیؒ وغیرہ بڑے بڑے مسلّم بزرگوں سے ایسے صاف و صریح بے شمار اقوال منقول ہیں "جن سے معلوم ہوتا ہے کہ فقر میں اول علم شریعت اور پھر عملِ شریعت کے بدوں آگے راستہ نہیں کھلتا۔ اور کبھی کوئی شخص رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی مخالفت کر کے اور طریق بدعت کو اختیار کر کے ولی نہیں ہو سکتا جب بدعت قاطع طریق ہے تو کفر و شرک کا پوچھنا ہی کیا "

ایک اور عام و عامیانہ شبہہ کا ازالہ اس طرح فرمایا گیا ہے کہ

"علم حقیقت اگر شریعت کے خلاف نہیں تو بزرگوں نے اسرار کو کیوں پوشیدہ رکھا تو اس کو اچھی طرح سمجھ لو کہ ہمارا یہ دعویٰ نہیں کہ علم شریعت ہی کو علم حقیقت کہتے ہیں بلکہ دعویٰ یہ ہے کہ علم حقیقت علم شریعت کے خلاف نہیں یعنی ایسا نہیں کہ شریعت نے ایک چیز کو حرام یا کفر کہا ہو اور حقیقت کی رو سے وہ حلال یا ایمان ہو۔ مثلاً دیوانی کا قانون اور ہے فوجداری کا اور مگر یہ نہیں کہ جو چیز ایک میں ناجائز ہو وہ دوسری میں جائز ہو جائے البتہ ہر ایک کے مضامین جداگانہ ہیں سو یوں تو شریعت میں بھی مختلف مضامین ہیں اور خود حقیقت میں بھی "

Marfat.com

اخفائے اسرار کی وجہ | "اب یہ بات سمجھ لینے کی ہے کہ پوشیدہ رکھنے کی کیا وجہ ہے۔ قابل اخفا تین امر ہوتے ہیں ایک اسرار سو امام غزالی نے اس کی کئی وجوہ فرمائی ہیں۔ خلاصہ یہ کہ وہ مضامین خلاف شرع تو نہیں ہوتے مگر دقیق ہوتے ہیں، جو عوام کی فہم میں نہیں آسکتے اور ان کو مضر ہوتے ہیں۔ دوسرے تعلیم سلوک کے طریقے، ان میں اخفا کی وجہ یہ ہے کہ اعلان سے اُن کی بے قدری اور طالب کی ہوسناکی کا احتمال ہے۔ تیسرے ثمرات مجاہدہ ومکاشفات وغیرہ ہیں۔ ان کا اخفا ریا دعویٰ کے احتمال سے کیا جاتا ہے۔ غرض کسی امر کا اخفا اس لئے نہیں ہوتا کہ وہ خلاف شرع ہے۔ اور اگر وہ ایسا ہو تو وہ قابل رد و انکار ہے۔

باقی "اگر کسی بزرگ کا کوئی قول وفعل خلاف سنت منقول ہے، تو وہ یا تو سکر وغلبۂ حال کا ہے یا وہ حکایت ہی غلط ہے یا کسی باریک مسئلہ میں جہاں دلیل شرعی خفی ودقیق تھی ان سے خطائے اجتہادی ہوگئی جس کی وجہ سے وہ شرعاً مجبور ہیں اور خدا تعالیٰ سے اُن کو بُعد نہیں ہوا"۔

"یہاں سے معلوم ہوا کہ خلاف شرع کوئی کام مثل طواف قبر وسجدۂ مشائخ وغیرہ جن کا ذکر ابھی باب مسائل میں آچکا درست نہیں اور یہ بھی معلوم ہوا کہ شیخ کی اطاعت جب ہی تک ہے کہ وہ اللہ ورسول کے خلاف نہ کہے ورنہ اُس شیخ ہی کو سلام۔ حضرت نوریؒ فرماتے ہیں کہ جس کو دیکھو کہ اللہ کے ساتھ کسی ایسی حالت کا دعویٰ کرتا ہے، جو اس کو حد شرعی سے باہر کر دیتا ہے، تو اس کے پاس بھی نہ پھٹکو۔ اور شیخ سعد الدینؒ

فرماتے ہیں کہ اگر نادانی سے کسی جاہل یا بدعتی کا مرید ہو جائے تو پھر کسی شیخ حق سے تجدید بیعت کرے تاکہ گمراہ نہو"

ایک بہت بڑا نفسانی مفسدہ بے احتیاط بلکہ نفس پرست پیروں میں عورتوں اور بے ریش لڑکوں سے مخالطت یا میل جول کا مرض پھیل گیا ہے، اس کی آفات ظاہر ہیں اور یہ مرض نیا نہیں پرانا ہے چنانچہ حضرت یوسف بن حسین فرماتے ہیں کہ

"میں نے دیکھا کہ نوعمروں اور ناجنسوں سے میل وجول اور عورتوں کے ساتھ رفق وملاطفت یہ صوفیوں کے آفات ہیں حضرت شیخ نصیرابادی سے کسی نے کہا کہ لوگ عورتوں کے پاس بیٹھتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ان کے دیکھنے میں ہماری نیت پاک ہے"

عجیب بات ہے کہ ابھی حال ہی میں بعینہ یہی فقرہ ایک عزیز نے دہرایا، جب میں نے ان کو ایسے موقع پر ٹوکا، خیر وہ تو دنیادار تھے، اور بعض صوفیہ تو

"غضب یہ ہے کہ اس کو قرب الٰہی سمجھتے ہیں۔ خدا کی پناہ اگر معصیت ذریعہ قرب ہو تو سارے رنڈی بھڑوے کامل ولی ہوا کریں اور یہ جو مشہور ہے کہ بدون عشق مجازی کے عشق حقیقی نہیں ہوتا تو اول تو یہ کوئی کلیہ نہیں، دوسرے یہ عشق حلال وجائز موقع پر بھی تو ہو سکتا ہے۔ نکتہ صرف یہ ہے کہ عشق مجازی سے قلب کے متفرق تعلقات منقطع ہو کر یکسوئی حاصل ہو جاتی ہے جس کے بعد صرف اس ایک بلا کو دفع کرنا رہ جاتا ہے جس کے دفع ہوتے ہی کام بن جاتا ہے۔ سو یہ غرض تو اولاد بی بی گائے بھینس ہر چیز کے ساتھ زیادہ محبت کرنے سے

Marfat.com

حاصل ہو سکتی ہے غیر عورت یا امرد کی کیا تخصیص ۔

"اور اگر اتفاقاً بلا اختیار کہیں دل پھنس ہی گیا، تو اس وقت مجازی سے حقیقی حاصل ہونے کے لئے یہ شرط ہے کہ محب و محبوب میں دوری ہو ورنہ وصل و قرب میں تمام عمر اس میں مبتلا رہے گا۔ اسی کو مولانا جامی فرماتے ہیں ۔

ولے باید کہ در صورت نمانی وزیں پل زود خود را بگذرانی

بلکہ اگر اس پل سے جلد گذر نہ گیا اور وصل کے ساتھ ہوس نکل گئی تو حقیقی کیا حاصل ہوگا مجازی کا بھی خاتمہ ہو جاتا ہے ۔ پس دوکانداروں اور ہوسناکوں نے حظ نفسانیہ اور لذات شہوانیہ حاصل کرنے کے لئے بزرگوں کے اقوال کو آڑ بنا رکھا ہے ۔

ایک اور آفت | زبان اور پیٹ کی ہے یعنی ۔

"زبان سے جو کلمہ چاہتے ہیں بیباکی سے نکال دیتے ہیں خواہ اس سے کفر ہو جائے یا حق تعالےٰ کی جناب میں بے ادبی و گستاخی خصوصاً وحدۃ الوجود کے دعوے میں تو زبان کو لگام ہی نہیں کہیں خدا کو بندہ بنا دیا کہیں بندہ کو خدا ٹھہرا دیا ۔ حالانکہ اس مسئلہ کی جو غرض تھی کہ غیر اللہ کو دل سے نکال دیا جائے اس کی ہوا بھی نہیں لگتی تو زبانی جمع خرچ سے کیا ہوتا ہے ۔

از ساحت دل غبار کثرت رفتن خوشتر کہ بہ زد درد حدث سفتن
مغز و مشو کہ توحید خدا واحد دیدن بود نہ واحد گفتن

Marfat.com

"اور پیٹ کی بے احتیاطی یہ کہ حلال حرام کی کچھ پروا نہیں کرتے سود خوار زن بازاری وغیرہ جو بھی ہو سب کی دعوت و نذرانہ قبول۔ حالانکہ بزرگوں نے صاف فرمادیا ہے کہ بدوں اکل حلال انوار الٰہی نصیب نہیں ہوتے۔"

ایک کا فرانہ غلطی | "ایک غلطی یہ ہے کہ بعض کا اعتقاد ہے کہ فقیری میں کوئی ایسا درجہ ہے کہ وہاں پہونچ کر شرعی احکام معاف ہو جاتے ہیں۔ یہ صریح کفر ہے جبتک ہوش و حواس قائم ہیں ہرگز احکام معاف نہیں ہو سکتے۔ کسی نے حضرت جنید سے ذکر کیا کہ بعض لوگ کہتے ہیں کہ ہم تو واصل ہو گئے ہم کو ان ظاہری احکام کی اب کیا حاجت۔ فرمایا بیشک واصل تو ہو گئے مگر جہنم واصل۔ اور فرمایا اگر میں ہزاروں سال زندہ رہوں بلا عذر شرعی وظیفہ کبھی ناغہ نہ کروں۔

ایک اور غلطی | یہ ہے کہ اپنے کمالات کا صراحۃً یا اشارۃً فخریہ دعویٰ ہوتا ہے اور دوسروں کی تحقیر و توہین۔ حالانکہ صاف حکم ہے کہ فَلَا تُزَكُّوا أَنْفُسَكُمْ۔ البتہ اظہار نعمت کی غرض سے اگر کوئی موقع کی بات کہہ دیجائے اور اس کو اپنا کمال نہیں محض خدا کا فضل سمجھیں تو مضائقہ نہیں کہ وَأَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ۔"

ایک جاہلانہ دعویٰ | "بعض جہلا ایک عجیب دعویٰ کرتے ہیں کہ ہماری نسبت اتنی قوی ہے کہ گناہ کرنے سے بھی اس میں فتور نہیں آتا۔ یاد رکھنا چاہیے ایسی نسبت جس کو معصیت سے بقایا ترقی ہو شیطانی نسبت ہے اور ایسی ترقی

Marfat.com

کو مکر و استدراج کہتے ہیں حضرت خواجہ عبید اللہ احرار نے فرمایا کہ مکر الٰہی دو ہیں ایک عوام کے حق میں اور ایک خواص کے ۔عوام کے حق میں تو یہ کہ خدمت و اطاعت میں تقصیر کے باوجود نعمت میں توفیر ہو اور خواص کے حق میں ترک ادب کے باوجود ان کے حال کا باقی رہنا "

نقل حدیث کی ایک عام غلطی | صوفیہ و فقرا کی ایک اور عام غلطی یہ ہے کہ احادیث کے بیان کرنے میں نہایت بے احتیاطی ہوتی ہے حدیث کی تحقیق ہمیشہ علمائے حدیث سے کرنا چاہیئے کسی طرح درست نہیں کہ اردو فارسی کی یا عربی کی کسی غیر معتبر کتاب میں حدیث کا نام دیکھ لیا اور اس سے استدلال شروع کر دیا، جیسے اَنَا عَرَبٌ بِلَا عَیْن وغیرہ کہ ایسی عجیب و غریب حدیثوں کے نہ کہیں الفاظ کا پتہ نہ معانی کا نشان ۔خود حدیث میں اس معاملہ کی بڑی وعید آئی ہے ۔ "فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے کہ جس نے جان بوجھ کر مجھ پر جھوٹ باندھا اس کا ٹھکانا جہنم ہے "۔

جاہلانہ دلیری | اسی قسم کی جاہلانہ دلیری کا یہ دعویٰ ہے، کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو آپ نے تصوف کے کچھ اسرار کی خفیہ تعلیم فرمائی تھی جو سینہ بسینہ چلے آتے ہیں اور ایک دو نہیں بلکہ

"کئی ہزار کلمات تصوف کے جو شب معراج سے آپ لائے تھے سب سے علیحدہ حضرت علی رضؓ کو تلقین فرمائے ! اس دعوے میں کتنے جھوٹ جمع ہیں اول یہ کہ آپ کو معراج میں کئی ہزار کلمات تصوف عطا ہوئے ۔ حالانکہ وہاں تو اس قدر ابہام تھا کہ فرشتہ تک کو اطلاع نہیں ہوئی ' یہ مدعی

Marfat.com

کہاں کھڑے سنتے تھے بھلا ایسے مقام کا راز کسی کو معلوم ہو سکتا ہے۔
دوسرا جھوٹ یہ کہ خود حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے کسی نے پوچھا تھا۔
کہ آپ کو حضرت سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم نے کچھ خاص باتیں بتلائی
ہیں آپ نے نہایت سختی سے انکار فرمایا کہ ہمارے پاس کوئی خاص چیز نہیں۔
"سوائے فہم قرآن جو آدمی کو اللہ تعالےٰ کی طرف سے عنایت ہوتی
سو یہی فہم ثمرہ تھا اُس نورِ نسبت جو صحبتِ نبویؐ کی بدولت آپ کے
سینہ میں پہونچی تھی اور وہی اب تک سینہ بسینہ منتقل ہوتی آئی ہے۔
یہی معنیٰ ہیں اس قول کے کہ تصوف سینہ بسینہ آتا ہے۔ نہ یہ کہ حضرت
سرورِ عالم صلے اللہ علیہ وسلم سے کچھ پوشیدہ باتیں کانا پھوسی کے ذریعہ اب
تک چلی آرہی ہیں۔
"اگر ایسے بے اصل دعویٰ کا اعتبار کیا جائے تو تمام کارخانہ ہی درہم
برہم ہو جائے۔ کوئی کہہ سکتا ہے کہ میاں کتابوں میں جو لکھا ہے کہ حاتم
بڑا سخی تھا یہ علم سفینہ ہے اور مجکو اپنے بزرگوں سے سینہ بسینہ یہ راز
پہنچا ہے کہ وہ بڑا بخیل تھا، مگر یہ بات کسی سے کہنا نہیں ورنہ خشک
ملانے (یا مورخ) جھٹلا دیں گے۔ اس طرح جس چیز کا چاہو سینہ بسینہ دعویٰ
کر دو پھر کس بات کا اعتبار رہے گا۔
"تیسرا جھوٹ یہ ہے کہ سب صحابہ کو نعوذ باللہ اس (راز سینہ بسینہ) کے
ناقابل ٹھہرایا حالانکہ قرآن و حدیث میں صحابہ خصوصاً خلیفہ اول کے فضائل
دیکھو تو یہ سارا اشتباہ جاتا رہے سیر الاولیا میں ہے (جو خود اولیا ہی کے

حالات میں اور ولی ہی کی لکھی ہے) کہ فاضل ترین ہمہ امت حضرت امیر المومنین ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اندو سید اہل تجرید بادشاہ اہل تفرید مشائخ حضرت ایشاں را مقدم ارباب مشاہدہ میدارند (جواہر غیبی)

دنیا میں دید حق کا دعویٰ "ایک غلطی یہ ہے کہ جس طرح حق تعالےٰ کا دیدار جنت میں ہوگا اسی طرح دنیا میں دیدار کے قائل ہیں۔ حالانکہ خود قرآن میں ہے کہ حضرت موسیٰؑ نے دنیا میں دیدار کی تمنا کی تو لَنْ تَرَانِیْ جواب ملا۔ اور حدیث شریف میں ہے کہ اِنَّکُمْ لَنْ تَرَوْا رَبَّکُمْ حَتّٰی تَمُوْتُوْا یعنی مرنے سے پہلے کبھی خدا تعالےٰ کو نہ دیکھو گے۔ خود عارفین کا کلام سنئے مصباح الہدایہ میں ہے کہ رویت عیاں دریں جہاں متعذر است اما در آخرت مومناں را موعود است و کافراں را ممنوع"

باقی "سلوک کی کتابوں میں مقام فنا کا جو مشاہدہ لکھا ہے: رویت قلبی ہے نیز مقام فنا مشابہ خواب کے ہوتا ہے اور خواب میں اللہ تعالےٰ کا دیکھنا ممکن ہے" بعض اوقات سالک روحانی تجلی کو ربانی تجلی سمجھ کر گمراہ ہوتا ہے، اس مقام پر شیخ کامل و محقق کی ضرورت ہوتی ہے حضرت یحییٰ منیری مکتوب چہار دہم میں فرماتے ہیں کہ

"روح را نیز تجلی باشد و بسیار روندگان دریں مقام مغرور شدہ اند و پنداشتند کہ تجلی حق یافتند اگر شیخ صاحب تصرف نباشد ازیں ورطہ خلاصی دشوار بود..... گاہ بود کہ ذات روح کہ خلیفۂ حق ست در تجلی آید و بخلافت خود دعویٰ انا الحق کردن میگیرد

گاہ بود کہ جملہ موجودات را پیش تخت خلافتِ روح در سجود بنید در غلط
افتد دانند کہ مگر حضرت حق ست "

" اور بعض بزرگوں کے جو اس قسم کے اقوال ہیں کہ دیگراں را وعدۂ
فردا بود لیک مارا نقد ہم اینجا بود۔ اس کے معنیٰ شیخ عبدالقدوسؒ فرماتے
ہیں کہ معنی او آنست انچہ آنجا وعدہ رویت بود اینجا بچشم یقین مشاہدہ
ایں منقود را محققاں مشاہدہ خوانند نہ محض رویت دانند "

اللہ اکبر! اس راہ میں کیسے کیسے مزلات ہیں کہ اگر کامل شریعت اور
جامع شیخ کا دامن ہاتھ میں نہ ہو تو سالک کہاں سے کہاں جا گرتا ہے،
خدا رسی تو الگ رہی ایمان ہی کی خیر نہیں رہتی۔ اس لئے اصلاح اغلاط
کا یہ آٹھواں باب قریب قریب سارا کا سارا نقل کر دیا گیا ہے جس کی
اصلاحی و تجدیدی اہمیت اغلاط بالا اور ان کی اصلاح کے بیان کے
بعد محتاج بیان نہیں رہتی۔

موانع طریق | نواں باب موانع طریق کا ہے"۔ یوں تو جتنے معاصی اور
تعلقات ماسوی اللہ ہیں سب ہی اس راہ کے رہ زن ہیں مگر (ذیل میں
صرف خاص) چند چیزوں کا بیان کیا جاتا ہے "

سب سے بڑا مانع "سنت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی مخالفت ہے،
جس کا بیان اوپر گذر چکا۔ افسوس اس زمانہ میں رسوم و بدعات کی اتنی
کثرت ہے کہ تصوف ان ہی رسوم کا نام رہ گیا ہے..... تصوف کی جو
حقیقت تھی کہ فنا و بقا کی نسبت حاصل کریں اس کے معنیٰ بھی نہیں جانتے

Marfat.com

رسوم کے مقید ہو کر رہ گئے ہیں۔ ہمارے زمانہ کا کیا ٹھکانا جب بہ العباس
ذنیوری اپنے زمانہ کا حال بیان فرماتے ہیں کہ لوگوں نے ارکان تصوف
کو توڑ دیا، اس کے طریقوں کو تباہ کر دیا اور اس کے معنوں کو ایسے ناموں
سے بدل دیا جو خود گڑھتے ہیں۔ (مثلاً) دین حق سے نکل جانے کا نام شطح
اتباع ہوئی کا نام امتحان رکھ دیا" وغیرہ وغیرہ۔

اس کے علاوہ بعض دیگر موانع مثلاً عورتوں اور لڑکوں سے میل جول یا کمالات
اور توحید کا دعویٰ جس میں شریعت اور حق تعالیٰ کے ساتھ گستاخی تک کی پروا نہیں
ہوتی ان کا ذکر اوپر "اصلاح اغلاط" کے باب میں آچکا ہے۔

آخر میں دو ایسے موانع کا ذکر ہے جن کیطرف لوگوں کو بہت کم التفات ہوتا
ہے ایک یہ کہ شیخ کی تعلیم سے زائد اتنا مجاہدہ کرنا کہ چند روز میں گھبرا کر جو کچھ شیخ
نے تعلیم کیا تھا وہ بھی چھوٹ جائے۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اعمال
میں سے اتنا اختیار کرو کہ اکتا نہ جاؤ کیونکہ اللہ نہیں اکتاتا یہاں تک کہ تم اکتا جاؤ۔

دوسرے ثمرات مجاہدہ کے حصول میں تقاضا عجلت کرنا کہ اتنے دن ہو گئے
اب تک کچھ نتیجہ نہیں نکلا۔ اس جلد بازی کا انجام یہ ہوتا ہے کہ یا تو شیخ سے بداعتقاد
ہو جاتا ہے یا مجاہدہ ترک کر دیتا ہے۔

ایک اور "مانع شیخ سے محبت و عقیدت میں فتور آجاتا ہے یا اس سے بھی بڑھ
کر شیخ کو آزردہ کرتا ہے۔ حدیث میں ہے کہ جو میرے ولی سے عداوت کرے
میں اس کو اعلان جنگ دیتا ہوں۔

وصایا سب سے آخر کا دسواں باب وصایا کا ہے جس میں متقدمین میں امام قشیری اور

Marfat.com

متاخرین میں حضرت شاہ ولی اللہؒ کے وصایا کا خلاصہ تحریر فرما کر اس باب اور کتاب کو اپنے مرشد حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے وصایا پر اس طرح ختم فرمایا گیا ہے کہ

"حضرت سیدنا و مرشدنا الشیخ الحافظ الحاج محمد امداد اللہ صاحبؒ کی وصایا کا خلاصہ لکھ کر رسالہ ہذا کو ختم کرتا ہوں۔ اس کو آخر میں اسلئے لکھا کہ خاتمہ میں برکت ہو ورنہ میرا حق یہ تھا کہ اس کو سب سے مقدم کرتا" وہ وصایا یہ ہیں:۔

"طالب حق پر لازم ہے کہ اول مسائل ضروری و عقائد اہل سنت و جماعت حاصل کرے پھر ان رذائل سے تزکیہ کرے۔ حرص، امل، غضب، جھوٹ، غیبت، بخل، حسد، ریا، کبر و کینہ اور یہ اخلاق پیدا کرے صبر، شکر، قناعت، علم، یقین، تفویض، توکل، رضا، تسلیم، اور شرع کا پابند رہے۔ اگر گناہ ہو جائے نیک عمل سے جلد تدارک کرے۔ نماز باجماعت وقت پر پڑھے کسی وقت یاد الٰہی سے غافل نہ ہو۔ لذتِ ذکر پر شکر بجا لائے۔ کشف و کرامات کا طالب نہ ہو۔ اپنا حال یا سخنِ تصوف غیر محرم سے نہ کہے۔ دنیا و مافیہا کو دل سے ترک کرے۔ خلافِ شرع فقرا کی صحبت سے بچے۔

"لوگوں سے بقدر ضرورت اخلاق کے ساتھ ملے۔ اپنے کو سب سے کمتر جانے کسی پر اعتراض نہ کرے۔ بات نرمی سے کرے سکوت و خلوت کو محبوب رکھے۔ اوقات منضبط رکھے تشویش کو دل میں نہ

Marfat.com

آنے دے۔ جو کچھ پیش آئے حق کی طرف سے سمجھے۔ غیر اللہ کا خطرہ نہ آنے دے۔ دین کاموں میں نفع پہونچاتا رہے۔ نیت خالص رکھے۔ خورد نوش میں اعتدال رکھے نہ اتنا زیادہ کھائے کہ کسل ہو نہ اتنا کم کہ عبادت سے ضعف ہو۔ کسب حلال افضل ہے، اگر توکل کرے تو بھی مضائقہ نہیں بشرطیکہ طمع نہ رکھے۔ کسی سے امید و خوف نہ کرے حق تعالےٰ کی طلب میں بے چین رہے۔

"نعمت پر شکر کرے، فقر و فاقہ سے تنگ دل نہو۔ اپنے متعلقین سے نرمی برتے انکے خطا و قصور سے درگذر کرے۔ ان کا عذر قبول کرے۔ کسی کی غیبت و عیب نہ کرے۔ اپنے عیوب کو پیش نظر رکھے کسی سے تکرار نہ کرے۔ مہمان نواز اور مسافر پرور رہے۔ غربا و مساکین علما و صلحا کی صحبت اختیار کرے۔ قناعت و ایثار کی عادت رکھے۔ بھوک پیاس کو محبوب رکھے۔ ہنسے کم روئے زیادہ عذاب الٰہی سے لرزاں رہے"

"موت کا ہر وقت خیال رکھے روزانہ اپنے اعمال کا محاسبہ کرلیا کرے نیکی پر شکر بدی پر توبہ کرے صدق مقال و اکل حلال اپنا شعار رکھے۔ غیر مشروع مجلس میں نہ جائے۔ رسوم جہل سے بچے۔ شرمگیں کم گو کم رنج صلاح جو نیکو کار نیکو رفتار باوقار بردبار رہے۔ ان صفات پر مغرور نہو۔

"اولیا کے مزارات سے مستفید ہوتا رہے۔ گاہ گاہ عوام مسلمین کی قبور پر جاکر ایصال ثواب کرے۔ مرشد کا ادب اور فرمانبرداری کامل طور پر بجالائے اور ہمیشہ استقامت کی دعا کرتا رہے"

Marfat.com

"الحمد للہ کہ ۲ صفر روز پنجشنبہ ۱۳۱۵ھ کو مقام مدرسہ جامع العلوم (کانپور) یہ رسالہ تعلیم الدین اختتام کو پہونچا"
اور الحمد للہ کہ ۶ شعبان ۱۳۶۸ھ بروز سہ شنبہ یہ کتاب جامع المجددین بعد نظر ثانی اختتام کو پہونچی۔ اَللّٰھُمَّ تَقَبَّلْہُ مِنِّیْ وَاجْعَلْہُ وَسِیْلَۃً لِمَغْفِرَتِیْ۔

(مطبوعہ نامی پریس لکھنؤ)

ختم شد

Marfat.com

سلسلۂ تجدید دین نمبر ۱

جامعُ المجدّدین

جس میں

بتلایا گیا ہے کہ مسلمانوں کی دینی و دنیوی ہر طرح کی فلاح وصلاح کا مدار پورا پورا مسلمان ہونے پر ہے جس کیلئے ہماری دینی کوتاہیوں و بیماریوں کی ایسی آسان اور کارگر تدبیریں بتلا دیگئی ہیں کہ "پورا پورا مسلمان" بن جانا ہر شخص کے بالکل اپنے اختیار میں ہے۔ اور محرومی کا بجز "محرومی" کے کوئی عذر نہیں بچا تا۔ بس قدم اٹھا کر چل پڑنا ہے۔

از

حقیر العباد "عبدالباری" (سابق استاذ فلسفہ و دینیات عثمانیہ یونیورسٹی)

(مطبوعہ نامی پریس لکھنؤ)